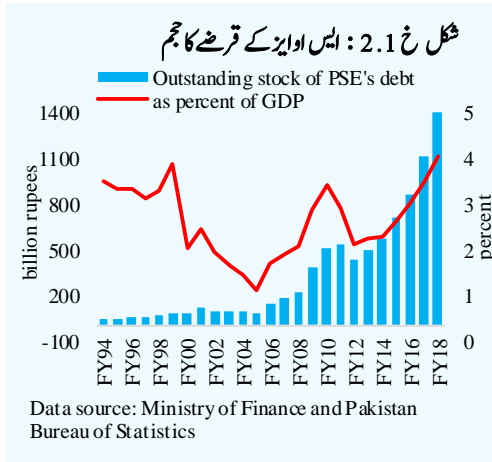


خصوصی سیکشن 2: بجلی کے شعبے میں سرکاری انٹرپرائز کے مالیاتی بوجھ کا جائزہ¹

خ 2.1 تعارف

پاکستان میں سرکاری انٹرپرائز کی کارکردگی خراب نظم و نسق، اضافی عملے کی بھرتی اور روزمرہ کاروباری امور میں سیاسی مداخلت کے نتیجے میں کمزور مالی انتظام کی عکاس ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں میں بعض ایس او ایز کی جانب سے مسلسل نقصان برداشت کرنے اور اس کے وسیع مالیاتی اثرات نے تواتر کے ساتھ حکومتوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ ان اداروں میں پالیسی نوعیت کی اور ادارہ جاتی اصلاحات متعارف کروائیں۔ تاہم سنجیدہ وابستگی کے مسائل برقرار رہے ہیں۔ نج کاری کے ایجنڈے بھی تشکیل دیے گئے لیکن مالی نقصانات کے تسلسل، کاروباری سرگرمیوں کے ناقابل عمل ہونے اور دیگر ساختی رکاوٹوں کے باعث ان میں پیش رفت کمزور رہی۔

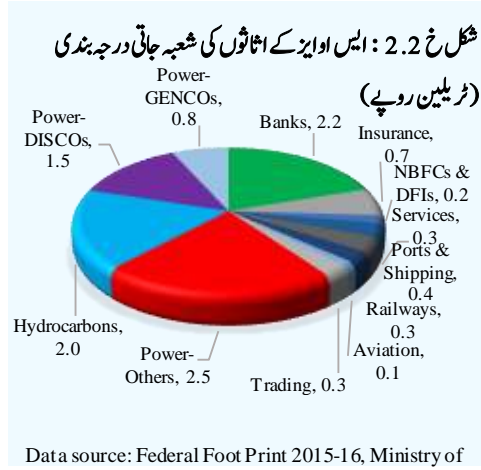
فیصلہ کن پالیسی اقدامات کی عدم موجودگی میں مالی مشکلات سے دوچار ایس او ایز کے مسائل میں شدت آگئی ہے، جس کا نتیجہ ان اداروں پر قرضوں کے بھاری بوجھ کی صورت میں نکلا ہے (شکل خ 2.1)۔ اس سیکشن میں بحیثیت مجموعی ایس او ای شعبے کی مالی پوزیشن کی جزوی سطح پر جانچ کی جائے گی اور ان انٹرپرائز کے اصل مالیاتی بوجھ کے جائزے کے مختلف زاویے پیش کیے جائیں گے۔ اس سیکشن میں خاص طور پر شعبہ جاتی پالیسیوں کے کردار اور بجلی کی تقسیم کے شعبے میں مجموعی کاروباری حالات کو اجاگر کیا گیا ہے، جو ان سے منسلک ایس او ایز کی مالی کارکردگی کو ٹھیس پہنچاتی ہیں۔



خ 2.2 ایس او ایز کا موجودہ حجم اور مجموعی مالی صورت حال

مالی سال 13 اور مالی سال 16ء کے درمیان سرکاری انٹرپرائز کے مجموعی اثاثے 11.3 فیصد مرکب اوسط شرح نمو سے بڑھے ہیں اور آخر جون 2016ء پر یہ 11.5 ٹریلین روپے (110.3 ارب ڈالر) کی سطح پر ہیں۔ 197 اداروں پر مشتمل اتنی بڑی اثاثہ

¹ خصوصی سیکشن میں سینٹ کو پیش کی جانے والی رپورٹ "گردشی قرضہ، مسائل اور حل"، وزارت خزانہ کی جانب سے شائع کردہ ویڈیو فٹ پرنٹ، ایس او ای کی سالانہ رپورٹ، نیپرا کی جانب سے 'صنعت کی کیفیت کا جائزہ' کے مختلف شماروں اور متعلقہ اداروں کے مالی جائزوں سمیت شائع شدہ مختلف دستاویزات سے بہت استفادہ کیا گیا۔ مزید برآں، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی، وزارت خزانہ، پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل)، سینٹرل پاور پراجیکٹ کمپنی (سی پی پی اے)، اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی، سکھر الیکٹرک پاور کمپنی اور کمرشل بینکوں سے تبادلہ خیال اس شعبے کے متعلق ہمارے تجربے کی گہرائی بڑھانے میں معاون ثابت ہو۔



جانی بنیاد پاکستان کی جی ڈی پی کے تقریباً 40 فیصد کے برابر ہیں (شکل خ 2.2)۔ ایس او ایز کے کاروبار میں توانائی کے شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ ابتدائی سرگرمیوں (تیل و گیس کی دریافت) سمیت یہ ادارے ملک میں توانائی کے شعبے کی قدری زنجیر سے منسلک ہیں۔ مالی کاروبار میں بھی ان کی موجودگی کافی مضبوط ہے کیونکہ سرکاری شعبے کے ادارے (مالی شعبے کے مجموعی اثاثوں میں 20 فیصد حصے پر مشتمل) بدستور نجی اداروں کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسرا زمرہ جس میں ایس او ایز آپریٹ کر رہی ہیں وہ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا ہے جہاں اپنے اجزاء میں وہ تقریباً اجارہ داری سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، خاص طور پر ریلویز (پاکستان ریلویز۔ پی آر) اور بین الاقوامی ہوابازی (پی آئی اے) کے معاملے میں ایسا ہی ہے۔

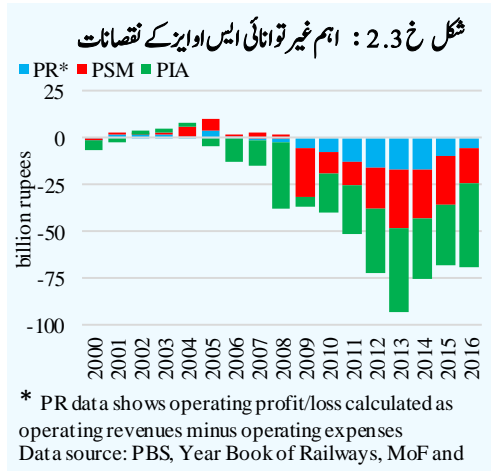
مواصلات کا ہے جہاں اپنے اجزاء میں وہ تقریباً اجارہ داری سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، خاص طور پر ریلویز (پاکستان ریلویز۔ پی آر) اور بین الاقوامی ہوابازی (پی آئی اے) کے معاملے میں ایسا ہی ہے۔

جدول خ 2.1: ایس او ایز کا خالص منافع / نقصان

ارب روپے

2015-16	2014-15	2013-14	2012-13	
-44.8	52.9	193.5	163.5	مجموعی ایس او ایز
-43.9	67.4	217.6	158.2	کمرشل
6.0	125.0	256.5	225.6	1- توانائی
115.4	145.7	225	173.8	بائیڈروکاربنز
-109.4	-20.7	31.5	51.9	بجلی
34.5	36.3	32.6	19.3	2- مالی
-17.8	-25.7	-23.4	-24.6	3- صنعتی و انجینئرنگ
-18.8	-25.7	-25.8	-28.4	پاکستان اسٹیل ملز
0.2	1.3	7.1	3.4	4- تجارت
-6.6	-10	-3.8	-2.9	5- خدمات
1.8	3.1	1	1.4	6- یروموشن اور مشاورت
-62.8	-52.4	-54.3	-65.5	7- ٹرانسپورٹ
-45.3	-32.1	-30.7	-45.1	بی آئی اے
-27.0	-27.2	-32.5	-30.5	پاکستان ریلوے
1.2	0.3	1.7	-	نہیر کمرشل
7.4	5.6	6.2	5.3	ڈی ایف آئی

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ



جیسا کہ جدول خ 2.1 میں دکھایا گیا ہے، ایس او ای کے مجموعی شعبے میں مالی سال 13ء تا مالی سال 15ء کے دوران 410 ارب روپے کا خالص منافع ہوا تھا۔ اس کارکردگی کا بنیادی سبب توانائی اور مالیات کے شعبوں میں ابتدائی نوعیت کی عملی سرگرمیوں سے وابستہ اداروں کی بھرپور آمدنی ہے جس نے بجلی کی تقسیم، صنعت اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں ہونے والے نقصانات کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ تاہم مالی سال 16ء میں صورت حال اس وقت تبدیل ہو گئی جب خسارے میں چلنے والے اداروں کے بوجھ میں کافی اضافہ ہو گیا، جس نے منافع بخش اداروں کی

آمدنی کے مثبت اثرات زائل کر دیے (خام تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں تیل و گیس دریافت کرنے والی فرموں کی آمدنی میں کمی ہو گئی)۔ اس کا نتیجہ سال کے دوران مجموعی ایس او ای شعبے میں 44.8 ارب روپے کے خالص نقصان کی صورت میں برآمد ہوا۔ تاہم پھیلاؤ کے لحاظ سے مالی سال 16ء کے دوران 80 فیصد سے زائد کمپنیوں نے آپریٹنگ منافع حاصل کیا جبکہ ان میں سے 55.6 فیصد ادارے خالص منافع حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

اس سے بنیادی طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ایس او ای شعبے کے نقصانات کا حجم کافی زیادہ ہے لیکن ایس او ای شعبے کے نقصانات صرف چند اداروں تک محدود ہیں۔ ان میں پاکستان اسٹیل ملز، پی آئی اے اور پاکستان ریلویز جیسے ٹرانسپورٹ اور صنعتی اداروں کو گذشتہ دہائی میں زائد عملے، آپریٹنگ مسائل، ضوابطی رکاوٹوں اور نئی سرمایہ کاری کے فقدان کی وجہ سے مسلسل نقصانات کا سامنا رہا ہے (شکل خ 2.3)۔ پالیسی سے متعلق مسائل پر بھی اس کی جزوی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس کے کردار کی عکاسی ان شعبوں (خصوصاً ہوا بازی) کے نجی آپریٹروں کی خراب کارکردگی سے بھی ظاہر ہوتی ہے خدمات کے معیار کے مسائل بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ ادارے نجی کاری کی فہرست میں شامل نہیں لیکن ان اداروں کی ساختی بحالی کے منصوبوں پر غور کیا جا رہا ہے۔

حالیہ برسوں کے دوران جو سب سے بڑا مسئلہ ابھر کر سامنے آیا ہے وہ گردش قرضے کا ہے جو شعبہ توانائی سے وابستہ ایس او ایز کی مالی دشواریوں میں اضافے کا باعث بنا ہے۔ جیسا کہ جدول خ 2.2 میں دکھایا گیا ہے، گذشتہ چند برسوں میں ایس او ایز کے مجموعی قرضوں کے ساتھ مالیاتی اعانت کو بڑھانے میں ان اداروں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

خ 2.3 بعض ایس او ایز میں نقصانات بلند ہیں لیکن مجموعی مالیاتی بوجھ کے محتاط جائزے کی ضرورت ہے حکومت ”فیڈرل فنٹ پرنٹ، ایس او ای سالانہ رپورٹ“ نامی اپنی اشاعت میں ایس او ایز کو دی جانے والی تفصیلات شائع کرتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اعانت کے طریقہ کار میں وفاقی حکومت کی جانب سے ان اداروں کو فراہم کردہ زر اعانت، قرضے اور گرانٹس شامل

ہیں۔ ان میں ضمانتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے جو حکومت کے ہنگامی واجبات کو ظاہر کرتی ہیں۔ تاہم مالیاتی کھاتوں کی مالی صحت پر پر ایس او ایز کے مجموعی اثر کو جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس اعانت کی نوعیت اور مقصد کو سمجھا جائے اور آمدنی کے بہاؤ کو بھی مد نظر رکھا جائے جو حکومت ایس او ایز کی آپریشنل سرگرمیوں سے حاصل کرتی ہے۔

جدول خ 2.2: ایس او ایز پر سالانہ مالیاتی اخراجات
ارب روپے میں

مالی سال 16ء	س 15ء	س 14ء	س 13ء	
181.3	110.3	150.5	80.4	الف۔ قرضے
80.2	29.0	57.5	29.6	اوڈیلیو / شعبہ توانائی
128.5	154.8	99.7	123.6	ب۔ ضمانتیں
114.2	96.0*	57.0	103.1	اوڈیلیو / شعبہ توانائی
223.1	229.3	271.8	281.2	ج۔ زر اعانت
171.2	221.0	228.0	260.0	اوڈیلیو / شعبہ توانائی
37.0	37.0	33.5	35.4	د۔ پاکستان ریلویز کو گرانٹس
569.9	531	555.5	520.6	و۔ مجموعی اعانت (الف + ب + ج + د)
441.4	376.3	455.8	397.0	و۔ مالیاتی خرچ
1.5	1.4	1.8	1.8	جی ڈی پی کا فیصد
146.3	88.3	133.0	75.8	ز۔ مجموعی آمدنی / محصولات
0.5	0.3	0.5	0.3	جی ڈی پی کا فیصد
57.7	14.2	67.0	12.3	مارک اپ آمدنی
88.5	74.1	65.9	63.5	منافع منقسم آمدنی
295.1	324.0	322.8	321.2	ح۔ خالص اخراجات (ز-)
1.0	1.2	1.3	1.4	جی ڈی پی کا فیصد
8.7	11.5	13.6	15.7	ایف بی آر محاصل کا فیصد

* چونکہ سال کے لیے ضمانتوں کے تفصیلی اعداد و شمار دستیاب نہیں تھے، اس لیے یہ اعداد و شمار اپنی آئی اے کو دی گئی ضمانتوں کو مجموعی ضمانتوں سے منہا کر کے اخذ کیا گیا ہے (دیگر برسوں سے، یہ رقم شعبہ توانائی کو دیے گئے قرضوں کے تقریباً مساوی ہے)۔
ذیابا کا ماخذ: فیڈرل فنٹ پرنٹ، ایس او ای سالانہ رپورٹ، 2015-16ء۔

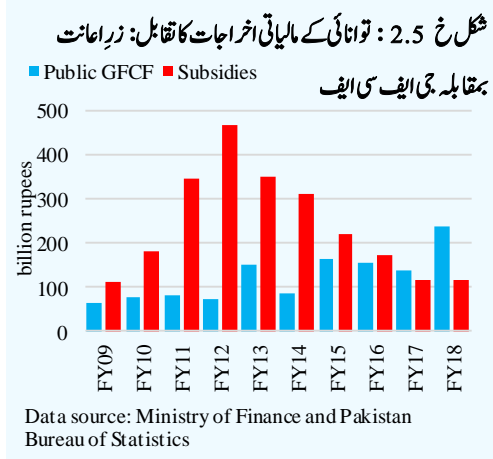
اڈل، جیسا کہ جدول 2.2 میں دیا گیا ہے، حکومتی کتابوں پر درج اجزا میں سب سے بڑا زر اعانت ہے۔ اس زر اعانت میں بڑا حصہ توانائی سے متعلق ہے اور حکومت کی جانب سے صارفین کو مارکیٹ سے کم نرخوں پر بجلی کی فراہمی کے پالیسی فیصلے کو ظاہر کرتا ہے۔ تکنیکی طور پر یہ خرچ نیپرا کے متعین کردہ بجلی کے ٹیرف (پیداواری لاگت، مارجن، ڈسکوز کی ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کی بنیاد پر) اور حکومت کے اعلان کردہ ٹیرف کے درمیان

فرق پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اس زر اعانت سے سے زیادہ فائدہ صارفین کو پہنچتا ہے [لہذا، یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ گذشتہ تین برسوں میں توانائی سے متعلق مجموعی زر اعانت کا ایک تہائی نجی شعبے میں بجلی کی پیداوار اور تقسیم کرنے والی

جدول خ 2.3: زراعت کا خاکہ			
ارب روپے			
بجٹ	نظر ثانی شدہ تخمینے		
	2018-19ء	2017-18ء	2016-17ء
134.0	81.5	102.6	واپڈا/ہیکٹی
105.0	57.5	91.0	ڈسکوز کے اندر ٹیرف کا فرق
5.0	0.0	1.7	بلوچستان میں زرعی ٹیوب ویلیوں کے لیے ٹیرف کا فرق
12.0	10.0	9.9	فائیسے واپڈا/ہیکٹی کی قابل وصولی رقوم حاصل کرنا
12.0	14.0	0.0	واپڈا کو زراعت
15.4	33.5	15.4	کے الیکٹریک کو زراعت:
15.0	11.0	10.2	کے الیکٹریک کے ٹیرف کا فرق حاصل کرنا
0.4	0.4	0.6	بلوچستان میں زرعی ٹیوب ویلیوں کے لیے ٹیرف کے فرق کے لیے
0.0	22.1	4.7	صنعتی صارفین کے کھاتے پر ڈسکوز اور کے الیکٹریک کو زراعت
149.4	115.0	118.0	بجلی کے شعبے کا مجموعی زراعت
174.7	147.6	169.0	مجموعی زراعت

ڈیٹا کا ماخذ: مالی سال 2017-18ء اور 2018-19ء کے لیے بجٹ پر مختصر مضمون

واحد کمپنی کے الیکٹریک نے وصول کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے: (i) ڈسکوز کی کارکردگی کی سطح میں وسیع فرق کے باوجود زراعت کی فراہمی ملک بھر میں بجلی کی قیمتوں کو یکساں رکھنے کی حکومتی کوششوں کو ظاہر کرتی ہے اور (ii) یہ صارفین کو توانائی کی قدری زنجیر میں خام مال کی بلند لاگتوں اور خامیوں کے اثر سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ جدول خ 2.4 میں دکھایا گیا ہے، 200 یونٹوں تک بجلی استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کے لیے حکومت نے نرخوں کو اتنی سطح پر رکھا ہے جو مستعد ترین ڈسکوز کے لیے نیچے کے متعین کردہ

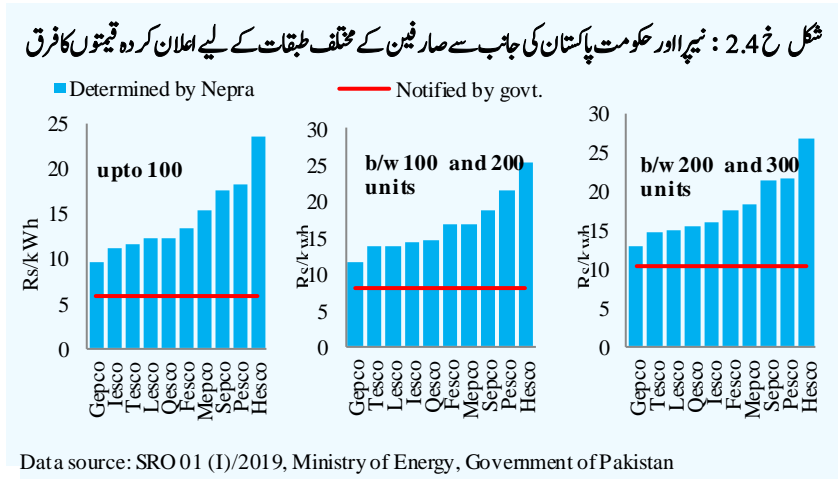


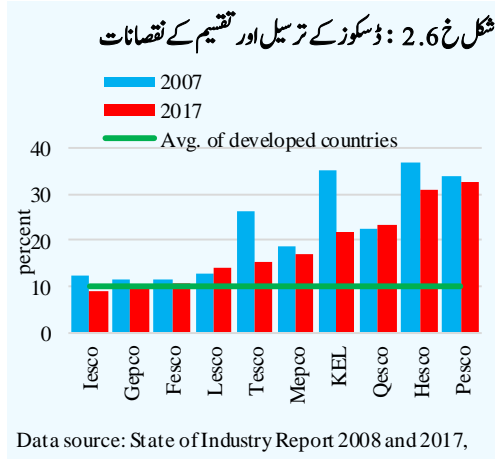
زرخوں سے بھی کم ہیں۔ یقیناً، سیاسی ترجیحات کے باعث وفاقی حکومت کے لیے صارفین کو شعبہ بجلی کی قدری زنجیر میں نقصان کے اثر کو منتقل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

غیر ہدنی زراعت کی اجازت دینے کے دو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اول، ملک بھر میں یکساں ٹیرف کے نفاذ کا غیر ارادی نتیجہ خراب کارکردگی کی صورت میں نکلتا ہے۔ خصوصاً، موجودہ حالات میں نیپرا غیر مستعد ڈسکوز کو بنیادی قیمت میں ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کا کچھ فیصد شامل کرتا ہے، جس

سے اضافی نقصانات ڈسکوز کی آمدنی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تاہم، زراعت کے ذریعے ڈسکوز کے نقصانات کو جذب کر کے حکومت غیر مستعد ڈسکوز پر اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے سرکاری دباؤ ختم کر دیتی ہے۔ یہ مشق بجلی کے غیر مستعد پیدا کاروں پر دباؤ کم کر دیتی ہے جو تھرمل بجلی کی پیداوار کے لیے مہنگے ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی، مالی سال 19ء کے بجٹ میں زراعت کے لیے مختص کل زراعت کا 60 فیصد ڈسکوز کے درمیان زراعت کے فرق پر مشتمل ہوتا ہے (جدول خ 2.3)۔

اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ گذشتہ ایک دہائی کے دوران مالیاتی وسائل کا ایک بڑا حصہ زراعت کی نذر ہو گیا، جس کی وجہ سے پیداواری گنجائش میں توسیع / اپ گریڈیشن کے لیے بہت محدود وسائل باقی بچتے ہیں (شکل خ 2.5)۔ اگرچہ مالی سال 15ء اور مالی سال 18ء کے





دوران سرکاری سرمایہ کاریوں کی رفتار میں کچھ اضافہ ہوا ہے (بشمول بیرونی براہ راست سرمایہ کاری) لیکن ان کا بجلی کے شعبے میں بہت زیادہ ارتکاز دیکھا گیا۔ تقسیم کے انفراسٹرکچر کی توسیع اور اپ گریڈیشن (مثلاً، بلند وولٹیج کے ٹرانسفارمرز اور اسمارٹ گرڈ کی تنصیب، پرانے گرڈوں کا خاتمہ، مناسب ارتھ کی فراہمی اور کرنٹ کے زیاں پر قابو پانے جیسے حفاظتی پروٹوکولز یقینی بنانا) کے بیشتر انتظام کو ڈسکوز پر چھوڑ دیا گیا جنہوں نے مالی دشواریوں، بدانتظامی اور عزم کی کمی کے مسائل کی وجہ سے مسلسل اس شعبے میں بہت کم سرمایہ کاری کی۔ جیسا کہ

شکل خ 2.6 میں دکھایا گیا ہے، تقسیم کے شعبے میں ترسیل و تقسیم کے نقصانات میں نجکاری شدہ کے الیکٹرک اور قبائلی علاقوں میں بجلی تقسیم کرنے کی ذمہ دار کمپنی کے علاوہ کوئی خاص بہتری دیکھنے میں نہیں آئی۔

جہاں تک ایس او ایز کے قرضوں کا تعلق ہے، یہ بات واضح ہے کہ ایس او ایز کے قرضوں کا بڑا حصہ دراصل سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات پر مشتمل ہے جو حکومت سڑکوں، توانائی اور ٹرانسپورٹ جیسے ترقیاتی لحاظ سے اہم شعبوں پر خرچ کرتی ہے۔ خصوصاً ان شعبوں میں حکومت کے ترقیاتی اخراجات متعلقہ اداروں کے قرضوں پر مشتمل ہیں۔ مثلاً، مالی سال 16ء میں ایس او ایز کو دیے گئے قرضوں کا نصف حصہ نیشنل ہائی اتھارٹی نے مختلف سرکاری منصوبوں کی تکمیل کے لیے وصول کیا تھا جن میں فیصل آباد، خانیوال ایکسپریس وے، لواری سرنگ اور رسائی کی سڑکیں اور سی پیک کے فنڈز سے تھا کوٹ تاحویلیاں سیکشن کی تعمیر شامل ہیں۔ توانائی کے شعبے میں ترقیاتی قرضوں کے اہم وصول کنندگان میں نیلم، جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ اور نیشنل پاور پارکس (بلوکی اور حویلی بہادر شاہ میں ایل این جی سے چلنے والے بجلی کے پلانٹس کی تکمیل کے لیے) شامل ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت ایس او ایز سے ترقیاتی قرضوں پر جو مارک اپ چارج کرتی ہے وہ کمرشل بینکوں سے ان کے قرضوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہے (جدول خ 2.4)۔

جہاں تک حکومت کی محصولاتی رقوم کا تعلق ہے، ایس او ایز سے رقوم کے دو اہم ذرائع میں ان اداروں کو دیے گئے حکومتی قرضوں پر مارک اپ آمدنی اور نفع بخش اداروں سے منافع منقسمہ آمدنی شامل ہیں۔ ان دونوں ذرائع سے مشترکہ طور پر حکومت نے مالی سال 13ء اور مالی سال 16ء کے دوران اوسطاً جی ڈی پی کے 0.4 فیصد تک آمدنی حاصل کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ مدت میں بحیثیت

مجموعی مالیاتی کھاتے پر ایس او ایز کا اصل (خالص) بوجھ جس کی لاگت برداشت کی گئی، اوسطاً جی ڈی پی کا 1.2 فیصد اور ایف بی آر کے محصولات کا 12.4 فیصد تھا۔

تاہم واضح رہے کہ ایک اہم مالیاتی بوجھ جو اب تک برقرار ہے، وہ دی گئی ضمانتیں ہیں۔ اگرچہ گذشتہ تین مالی سالوں میں حکومتی ضمانتوں کی بھاری رقوم کا تخمینہ (جدول خ 2.4) لگایا گیا تھا لیکن اصل خدشہ ان کا بھاری (پی ایس ای) کا قرض (جم ہے جو آخر دسمبر 2018ء تک ملکی جی ڈی پی کے 4 فیصد کی سطح کو چھو چکا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ وفاقی حکومت ایس او ایز کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کہ وہ اپنے سرمایہ جاتی اخراجات اور جاری سرمائے کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں سے براہ راست قرضہ حاصل کریں۔ تاہم تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے تقریباً نصف ضمانتیں (46.5 فیصد) توانائی کے شعبے میں گردش قرضوں کے باعث پیدا ہونے والی نقد رقوم کی مشکلات کی عکاس تھیں۔ آخر دسمبر 2018ء تک پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (جس کے ذمہ

جدول خ 2.4: وفاقی حکومت اور کمرشل بینکوں سے ایس او ایز کے قرضوں کی لاگت کا قابل

بینکوں کی غیر مالی پی ایس ایز کو بہ وزن وفاقی حکومت کے ترقیاتی قرضوں پر اوسط قرض گاری شرحیں (آخر چارچ کے قابل مارک اپ* جون)***	م س +15	م س +16	م س +17	م س +18
6.8	10.53	6.66	4.98	7.04
7.37	6.5	6.62		

ذیابا کا ماخذ: * نوٹیفکیشن نمبر ایف 8(2) جی ایس۔ 1/196-2018، وزارت خزانہ
** بینک دولت پاکستان

گردشی قرضے کا بڑا حصہ واجب الادا ہے) میں بینکوں کا قرضہ جاتی اکتشاف بڑھ کر 516.5 ارب روپے تک پہنچ گیا۔² اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے حکومت نے حال ہی میں 200 ارب روپے مالیت کے صکوک جاری کیے ہیں، جس کے بعد سرکاری ملکیت کا ادارہ سی پی پی اے بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو ادائیگیوں کے قابل ہو سکا تھا۔ تاہم ایسے اقدامات صرف قلیل مدت میں ہی مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں اور اس شعبے کو پائیدار بنیادوں پر چلانے کے لیے اس میں جامع تبدیلی لانے کی ضرورت ہے، جو درج ذیل ہے۔

خ 2.4 بہتری کے لیے ایس او ایز کے صرف نقصان کانی نہیں بلکہ شعبہ جاتی پالیسی میں جامع تبدیلی ضروری ہے [کیس اسٹڈی: سرکاری شعبے کے ڈسکوز]

تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ توانائی کی رسدی زنجیر میں ہائیڈرو کاربن کا شعبہ تیل اور گیس دریافت کرنے والی فرموں، ریفائنریوں اور تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں پر مشتمل ہے جو گذشتہ ایک دہائی سے اچھا منافع کماتی رہی ہیں۔ لیکن شعبہ بجلی کی پیداوار اور تقسیم پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے سے اس کے مارجن سکڑ گئے، کیونکہ اس شعبے کے بیشتر ادارے کافی نقصان میں چل رہے ہیں

² آخر دسمبر 2018ء تک کمرشل بینکوں سے شعبہ توانائی کے اداروں کے مجموعی قرضوں میں ایس او ایز کا حصہ 73 فیصد تھا۔

(جدول خ 2.5)۔ جہاں تک ڈسکوز کو ہونے والے نقصانات (اور اسی لیے مالیاتی اعانت کی ضرورت) کا تعلق ہے تو اس کی وجوہات میں عام طور پر ان اداروں کے انتظامی اور تکنیکی نقائص ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

جدول خ 2.5: شعبہ کوٹائی کے اہم اداروں کا خالص منافع / نقصان
ارب روپے

م 18ء	م 17ء	م 16ء	م 15ء	م 14ء	م 13ء	
78.74	63.8	59.97	87.2	123.9	91.3	او بی ڈی سی ایل
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	18.8	13.6	10.4	13.1	پارکو (60 فیصد)
27.5	20.3	18.1	24.3	25.8	24.0	جی ایچ پی ایل (100 فیصد)
45.7	35.7	17.2	38.4	50.9	42.1	پی پی ایل (67.5)
15.5	18.2	10.3	6.9	21.8	12.6	پی ایس او (22.5)
دستیاب نہیں	1.3	-6.1	-5.4	-3.8	0.4	ایس ایس جی سی (52.3 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-1.5	3.8	-2.4	-3.3	جینکو II (100 فیصد)
0.3	0.7	-2.4	0.8	1.5	0.7	جینکو I (100 فیصد)
دستیاب نہیں	0.7	-3.9	-1.5	-5.1	-4.3	جینکو III (100 فیصد)
دستیاب نہیں	17.0*	19.5	33.3	23.2	20.5	واپڈ (100 فیصد)
14.7	10.6	9.2	8.9	7.3	59.4	این ڈی سی (88 فیصد)
-5	7.5	10.2	5.8	-1.6	7.1	گیکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	0.2	0.9	-2.3	-5.1	ٹیسکو (100 فیصد)
-27.3	-11.9	-7.7	2.7	22.7	10.2	لیسکو (100 فیصد)
-33.8	-17.9	-10.3	9.8	9.9	11.9	پیکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-11.2	-8.9	10.4	13.8	لیسکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	-14.2	-13.3	5.2	29.5	24.1	فیسکو (100 فیصد)
-43.0	-19.4	-14.5	-15.1	-34.4	-32.5	پیسکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-21.7	-17.7	-14.8	-19.4	سیکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-27.2	-19.8	-12.6	-16.5	حیسکو (100 فیصد)
دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	-34.6	-35.1	9.1	-13.8	کیسکو (100 فیصد)

* ہائیڈرو الیکٹرک: نیپرا کی ضابطہ کاری میں کاروبار۔ قوسین میں دیئے گئے اعداد و شمار اداروں میں حکومتی حصے کو ظاہر کرتے ہیں۔
ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ، کمپنیوں کے سالانہ رپورٹیں۔

خاص طور پر رقوم کی بازیابی کی کم سطح، ترسیل اور تقسیم کے بھاری نقصانات اور نظم و نسق کے مسائل کی وجہ سے گذشتہ برسوں کے دوران ایسے اداروں کے پاس بہت کم نقد رقوم کی بچت ہوتی رہی ہے، جنہیں وہ ترسیل اور تقسیم کے انفراسٹرکچر کی اپ گریڈیشن میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کر سکتے تھے۔ اس رائے کی توثیق پیشتر ڈسکوز کی خراب مالی حالت سے ہوتی ہے لیکن تقسیم کے شعبے کی مالی مشکلات کی وضاحت کرتے ہوئے موجودہ پالیسی اور ضوابطی طریقوں کے کردار کو اجاگر کرنا بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔
یہ بات سمجھنے کے لیے تین عوامل پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے:

(i) بہترین کارکردگی دکھانے والی ڈسکوز کو بھی سنگین مالی مسائل کا سامنا ہے:

یہاں ہم اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن اور فیصل آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ ان ڈسکوز کو ہونے والے نقصانات ترقی یافتہ ممالک کے مساوی ہیں (شکل خ 2.6)۔ رقوم کی بازیابی کے لحاظ سے بھی اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن

جدول خ 2.6: کثیر سالہ قیمتوں کے تعین کے مختلف اجزاء لیبیکو کا معاملہ		
رد بدل	لیبیکو کی درخواست پر	نہر اے منظور شدہ
نرخ کی اساس پر منافع	18.85 فیصد	11.83 فیصد
ایجوٹیٹی پر منافع	19.0 فیصد	16.67 فیصد
گردشی قرضہ	16.15 فیصد	سامانی کا بٹور + 2.75
پچھلے سال کی مطابقت (ارب روپے)	1.0	-10.8
انسانی بہرتی	10,304 افراد	کوئی نہیں

ماخذ: نیہرا کی ویب سائٹ سے اخذ کردہ لیبیکو کی قیمتوں کی آئینی درخواستوں پر

اور فیصل آباد الیکٹریک سپلائی کمپنی کی رقوم کی بازیابی کی سطح بھی بالترتیب 92 فیصد اور 97 فیصد رہی ہے۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ ضابطہ کار (نیہرا) کی جانچ پر مبنی کارکردگی کی درجہ بندی میں یہ دونوں ادارے سرفہرست رہے ہیں اور کارکردگی کے لحاظ سے انہوں نے نجی شعبے (کے الیکٹریک) کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

تاہم کارکردگی میں برتری کے باوجود مالی سال 16ء اور مالی سال 18ء میں ان اداروں کو آپریٹنگ نقصانات کا سامنا رہا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارے مالی سال 16ء تک مستحکم خالص منافع مکارہے تھے، جب ان کی بیلنس شیٹ کو کچھ برسوں کی قیمتوں کے تعین میں ایک رکاوٹ نے نقصان پہنچایا۔ 2015ء میں نیہرا نے منافع میں چلنے والے کچھ ڈسکوز کے لیے کثیر سالہ قیمتیں متعارف کرائیں تاکہ انہیں نجی کاری کے لیے تیار کیا جاسکے (باکس خ 2.1)۔ اگرچہ ان ڈسکوز نے خود کثیر سالہ قیمتوں کی درخواست کی تھی لیکن جتنے ٹیرف کا اعلان کیا گیا وہ اس سے ناخوش تھے اور انہوں نے نیہرا کے فیصلے کے خلاف آئینی درخواست دائر کر دی (جدول خ 2.6)۔ بعد ازاں ان ڈسکوز نے اعلان کردہ ٹیرف پر نظر ثانی کے لیے قانونی ذریعے سے رجوع کیا۔ حکومت (وزارت توانائی) نے متاثرہ ڈسکوز کی طرف سے ہائی کورٹ میں شکایت درج کرائی۔ 2017ء میں عدالت نے انٹریپرائز کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے نیہرا کو ہدایت کی کہ وہ ٹیرف پر نظر ثانی کرے۔

مالی سال 16ء، مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کے دوران جب قیمتوں کے تعین کے معاملے پر قانونی چارہ جوئی جاری تھی ان کمپنیوں کو اپنے صارفین کو پچھلے اعلان کے مطابق ٹیرف پر مشتمل بل دیے گئے (2015ء میں)۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی کے محصولات میں اضافہ بجلی کی خریداری پر آنے والے خرچ سے ہم آہنگ نہیں ہو سکا۔ عدالتی فیصلے کے بعد نیہرا نے قیمتوں کا دوبارہ تعین (ستمبر 2017ء میں) لیکن اس کی نشاندہی بعد ازاں تاریخ کے طور پر کی گئی۔ گذشتہ دو برسوں کے اخراجات انہی انٹریپرائز کو برداشت کرنا پڑے اور انہیں مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ مالی سال 18ء تک جب کثیر سالہ قیمتوں کے نظام پر نظر ثانی کی گئی تو مالی سال 16ء اور مالی سال 18ء کے درمیان اسلام آباد الیکٹریک سپلائی کارپوریشن کے خالص نقصانات بڑھ کر 46.9 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ دوسری جانب مالی سال 16ء

دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

اور مالی سال 17ء کے دوران فیصل آباد الیکٹریٹریک سپلائی کارپوریشن کا مجموعی نقصان 27.5 ارب روپے تک پہنچ گیا (مالی سال 18ء میں اس نے اپنے مالی گوشوارے ظاہر نہیں کیے)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیمتوں کے تعین اور اس سے منسلک طریقہ کار میں تاخیر بھی ڈسکوز کے لیے مالی دشواریاں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ سینٹ میں ”گردشی قرضے: مسائل اور چیلنجز“ کے عنوان سے پیش کی گئی رپورٹ کے مطابق صارفین کی قیمتوں کے تعین میں تاخیر کا سینٹرل پاور پراجیکٹنگ ایجنسی کی خام قابل وصولی رقوم میں حصہ تقریباً ایک تہائی تھا۔ یہ کمپنی ڈسکوز کی خاطر بجلی کی خریداری کے لیے ذمہ دار ہے۔

باکس 2.1: کثیر سالہ ٹیرف کا نظام

”بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کی ضابطہ کاری کے ایکٹ 1997ء“ کے تحت نیپرا کو قیمتوں کے تعین اور پیداوار، ترسیل اور تقسیم سمیت بجلی کی ساری رسد کی زنجیر کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ تقسیم کرنے والی کمپنیوں کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لیے نیپرا دو مختلف طریقے اختیار کرتا ہے: (i) قیمتوں کے سالانہ تعین کے لیے ایک سالہ ٹیرف کا نظام اور (ii) ایک سال سے زائد کے لیے کثیر سالہ ٹیرف کا نظام۔

کثیر سالہ ٹیرف ایک مخصوص مدت میں اداروں کے منافع کی ضابطہ کاری کا ایک فریم ورک ہے جس میں ان کی تخمین شدہ آمدنی اور لاگت کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ کثیر سالہ ٹیرف کے ردوبدل میں کئی عوامل کو مد نظر رکھا جاتا ہے جس میں خریداری کی لاگت، ترسیل کی لاگت اور سرمائے کی لاگت شامل ہیں۔ خصوصاً، کثیر سالہ نظام درج ذیل پر مبنی ہے: (i) تقسیم کے مارجن کے بعض اجزا کی اشاریہ سازی / ردوبدل (ii) ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کے اہداف اور (iii) کثیر سالہ قیمتوں کی مدت میں مستقبل میں ہونے والی سرمایہ کاریاں۔ مزید برآں، بجلی خریدنے کی قیمت میں تبدیلی جیسی بعض لاگتیں اور اعلان میں تاخیر کے نتیجے میں پچھلے برس کا ردوبدل (جو قیمتوں کے مختلف اجزا کی وصولی سے کم / زیادہ ہو) اس کی مطابقت بروقت انداز میں کی جاتی ہے تاکہ عملی سرگرمیوں کی پائیداری کو یقینی بنایا جاسکے۔

ڈسکوز کثیر سالہ نظام کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ: (i) کثیر سالہ نظام کو کم تغیر پذیر سمجھا جاتا ہے اور یہ اس مدت میں محدود ردوبدل سے مشروط ہوتا ہے، جو بنیادی ٹیرف اور سرمائے کی لاگت پر نظر ثانیوں کی شدت کم کر دیتا ہے (ii) کثیر سالہ نظام کارکردگی پر مبنی قیمتوں کی ایک ساخت مقرر کرتا ہے، جس میں ڈسکوز کو بہتر کارکردگی پر فائدہ حاصل ہوتے ہیں اور ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کم رہتے ہیں (iii) یہ کمپنیوں کو ناقابل برداشت خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے جیسے بجلی کی خریداری کی قیمت میں غیر متوقع تبدیلیاں اور (iv) اور یہ ضوابطی پروٹوکولز کے اثرات (جیسے درخواست دائر کرنے اور ساعت کے لیے درکار وقت وغیرہ) کم کر دیتا ہے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

(ii) ٹیبو ویلوں پر دس سالہ زراعت اور اس کے بعد ٹریف کے نوٹی فیکشنز میں تاخیر کے باعث کیسکو کی رقوم کی وصولی کمزور ہے۔ بجلی تقسیم کرنے والی صنعت میں کیسکو (Qesco) کو ترسیل اور تقسیم کے بلند ترین نقصانات کا سامنا ہے اور اس کی وصولی کے تناسب کم ترین سطح پر ہیں۔ کیسکو کی جانب سے فراہم کی جانے والی بجلی کا 75 فیصد زرعی صارفین ٹیبو ویلوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ 2001ء اور 2010ء کے دوران ٹیبو ویلوں کے کنکشنز کے لیے زراعت دیا گیا: جس میں زرعی صارفین کو 4000 روپے ماہانہ بل کی ادائیگی کے لیے دیے گئے اور بقیہ رقم کیسکو، بلوچستان حکومت اور وفاقی حکومت کو برداشت کرنا تھی جن کا تناسب بالترتیب 30، 30 اور 40 ہے۔

ابتدائی طور پر اعلان کردہ مدت کی تکمیل کے بعد زراعت پروگرام کو 27 مہینوں کے لیے بند کر دیا گیا جسے بعد ازاں دسمبر 2012ء میں بحال کر دیا گیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کاشت کاروں، کیسکو اور صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان واجب الادا رقوم کی تقسیم کے لیے کوئی وضاحت / نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ زرعی صارفین بجلی کے بلوں میں اس سے زیادہ رقوم کی ادائیگی میں ہچکچاہے تھے جس کا بوجھ ان پر زراعت کے نظام میں ڈالا گیا تھا، اور اسی لیے ان 27 مہینوں میں ان کی نادرہنگی برقرار رہی۔ صرف یہ رقم ہی 55.3 ارب روپے بنتی ہے۔ مزید برآں، اس کے بعد بجلی کے بل بھی متاثر ہوئے کیونکہ صارفین کے لیے ضروری تھا کہ وہ موجودہ بل جمع کرانے سے قبل اپنے زیر التوا بلوں کی رقوم جمع کروائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ صارفین اپنی موجودہ مدت کے واجبات کی ادائیگی چاہتے تھے لیکن پچھلے بوجھ کی وجہ سے وہ اس کی ادائیگی سے قاصر رہے۔

ادائیگیوں کے تناسب اور واجبات کا مذکورہ نوٹیفیکیشن اب تک زیر التوا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ 2010ء سے قبل کیسکو کی جانب سے ان رقوم کی وصولی کا تناسب 80 فیصد تھا، جو آخر 2017ء تک کم ہو کر صرف 43.6 فیصد رہ گیا۔ اگرچہ کیسکو کے نادرہنگی کی اکثریت زرعی صارفین پر مشتمل ہے اور حکومت بلوچستان اور وفاقی حکومت کے ذمے اس ادارے کے 44.8 ارب روپے واجب الادا ہیں۔

(iii) نفاذ کے مسائل³

تیسرا پہلو بجلی کی چوری اور رقوم کی کم وصولی کا ہے۔ پاکستان میں ادائیگیوں پر نادرہنگی کے باوجود 5.3 ملین بجلی کے کنکشن ایسے ہیں جو بجلی حاصل کر رہے ہیں۔ آخر جون 2018ء تک ان نادرہنگیوں کی واجب الادا رقوم 404.8 ارب روپے تھیں جو ڈسکوز کی مجموعی قابل وصولی رقوم کا تقریباً نصف بنتی ہیں۔ یہ نادرہنگیاں بنیادی طور پر 4 ڈسکوز میں مرتکز ہیں جن میں کونڈ، پشاور، سکھر اور حیدرآباد شامل

³ اس سیکشن میں جن مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے اور جو ڈیٹا پیش کیا گیا ہے اسے سینئر سٹی فرائز کے تحریر کردہ ”گردشی قرضہ: مسائل اور حل“ سے حاصل کیا گیا۔

ہیں۔ مزید برآں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ڈسکوز سے رقوم کی وصولی کی خاطر خواہ کوششیں نہیں کی جارہیں جبکہ سیکورٹی اور امن و امان کے مسائل بھی رقوم جمع کرنے کے عمل میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ جب نادہندگان پر کنکشن منقطع پر عملدرآمد کی بات آتی ہے تو سیاسی ترجیحات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

مثلاً، جہاں تک سیکورٹی کا تعلق ہے تو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان تعاون کا فقدان اہمیت کا حامل ہے۔ اس ادارے کی نجی شعبے میں قابل وصولی رقوم میں گذشتہ تین برسوں سے 8 تا 10 ارب روپے سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے، بنیادی طور پر بجلی چوری کی وجہ سے، اور م س 18ء کے اختتام پر قابل وصولی رقوم 84.6 ارب روپے تھیں۔ اس ضمن میں تقسیم کار کمپنی نے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے تعاون کی درخواست کی تھی تاکہ وہ متاثر اور حساس علاقوں میں رقوم کی بازیابی ممکن بناتے ہوئے اپنے نقصانات میں کمی لاسکیں لیکن اس سے خاطر خواہ مدد نہیں مل سکی۔⁴ اسی طرح پشاور الیکٹرک سپلائی کمپنی (پیسکو) کے لیے انتظامی اور سیاسی ذمہ داریوں کے باعث نادہندگان کے خلاف اقدام اٹھانا مشکل ہے۔ کنکشن منقطع کرنے کے بعد کمپنی کے عملے کو جو بدترین صورت حال پیش آئی اس میں سڑکوں کی بندش اور حملے اور بجلی کی ترسیل کے ٹاوروں کو دھماکے سے اڑانا شامل ہے۔

اس کے علاوہ تقسیم کار کمپنیوں کی صوبائی حکومتوں کے زیر التوا قابل وصولی رقوم کا حجم بھی زیادہ ہے۔ ایک توسیع شدہ مدت تک رقوم کے حاصل نہ ہونے سے ان اداروں کے سیالیت کے مسائل میں شدت آگئی۔

خ 2.5 جب تک پالیسی اور مجموعی کاروباری حالات میں تبدیلی نہیں آتی، محض انتظامی تبدیلی ایس او ایز کے لیے کافی نہیں اگرچہ ڈسکوز (اور دیگر ایس او ایز) کی نجی کاری پر بہت زیادہ زور دیا جا چکا ہے پھر بھی مساوی طور پر (اگر زیادہ نہیں تو) اس کے لیے مخصوص مدتی عملی منصوبے کی ضرورت ہے جو: (i) بجلی کو کم لاگت ذرائع پر منتقل کرے (ii) مہنگے اور زر اعانت کے غیر تسلی بخش ہدف سے دور رہے (iii) نظم و نسق اور ضوابطی انفراسٹرکچر کے نقائص دور کرے (iv) قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو ختم کرے اور (v) سیکورٹی کے لحاظ سے دشوار علاقوں میں نادہندگان کے خلاف مؤثر کریک ڈاؤن شروع کرے۔ نجی کاری سے مدد مل سکتی ہے لیکن اس کی اثر انگیزی کا دار و مدار اس بات پر ہو گا کہ ایس او ایز کے ساختی اور سیاسی چیلنجوں سے کس طرح نمٹا جاتا ہے۔

⁴ ایک سروے کرنے کے بعد سیکورٹی کو پتہ چلا کہ تقریباً 400,000 غیر قانونی کنکشن اس کی حدود میں فعال ہیں۔ سیکورٹی کے مطابق مالی سال 16ء تا مالی سال 18ء (جولائی تا مئی) کے دوران 11,905 ایف آئی آرز مقامی پولیس کے پاس درج کرائی گئیں، جن میں سے 79 فیصد رجسٹرڈ تھیں۔

ڈسکوز کے ترسیل اور تقسیم کے نقصانات میں کمی کے لیے بھاری سرمایہ جاتی سرمایہ کاریوں کی ضرورت ہے تاکہ ناقابل بھروسہ اور پرانے پیداواری پلانٹس کو کم ووٹیج کی حامل ترسیل اور تقسیم کی لائنوں کو مرحلہ وار تبدیل کیا جاسکے۔ لہذا، حکومت کو سب سے پہلا اقدام جو اٹھانا چاہیے وہ اس کے ذرائع کے اخراجات کو حقیقت پسندانہ بنانا اور تقسیم کے شعبے میں جدت طرازی اور بحالی کے لیے سرمایہ کاریوں میں تیزی لانا ہے۔ مزید برآں، وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنی کوششوں میں تیزی لائیں اور اپنے خرچ کی ساخت کو شعبہ توانائی کی سرمایہ جاتی ضروریات سے ہم آہنگ کریں۔ واضح رہے کہ فی الوقت ڈسکوز ایسی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ اپنے تقسیم کے انفرسٹرکچر کے لیے درکار اپ گریڈیشن کا عمل انجام دے سکیں کیونکہ انہیں نقد رقم کی مشکلات کا مسلسل سامنا ہے۔ تاہم، وسط مدت میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر ڈسکوز کے انحصار میں کمی کی جاتی سکتی ہے اور ان اداروں کو اپنی بیلنس شیٹ کی مضبوطی کے مطابق درکار قرضے حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔

مزید برآں، ایس او ایز کے آپریشنل اور انتظامی طریقوں میں صوبائی حکومتوں کی شمولیت بھی افادیت کی حامل ہے۔ نقصان کی بازیابی میں سہولت دینے سے صوبائی حکام توانائی کے شعبے کی ایس او ایز کو بھی بجلی چوری اور کنکشن منقطع ہونے کے بعد بجلی کے استعمال جیسے اہم مالی مسائل سے نمٹنے میں مدد مل سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ مجموعی ایس او ای شعبے کی کارکردگی میں بہتری لانے کے لیے شعبہ توانائی میں فیصلہ کن اقدامات کے ساتھ ساتھ ان اداروں کے ادارہ جاتی نظم و نسق میں عمومی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے ماحول کی تخلیق کے لیے کوششیں کی جانی چاہئیں جسے کمرشل بنیادوں پر چلایا جاسکے اور ایس او ایز کسی بھی سیاسی مداخلت کے بغیر آزادی سے کام کر سکیں۔ اس تناظر میں شعبہ توانائی کی ہم آہنگ اور مربوط پالیسی تشکیل دینے پر قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے جس میں حکومتی سطح کے تمام فریقوں کی شراکت داری واضح ہو۔